© rasailojaraid.com

قرآن مجید کا تصوّر حکمت

سید جلال الدین عمری

قرآن مجید میں حکمت کو 'خیر کثیر' کہا گیا ہے (البقرہ: ۲۶۹) حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص قابل رشک ہے جسے حکمت کی دولت مل جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاحسد الا فی اثنتین	رشک کے قابل تو بس دو شخص ہیں۔
رجل آتاہ اللّٰہ	ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ مال و دولت
مالا فسلطہ علی	عطا کرے اور اسے اس دولت کو راہِ
ھلکتہ فی الحق	حق میں لٹانے پر لگا دے۔ دوسرا وہ
ورجل آتاہ اللّٰہ الحکمۃ	شخص جسے اللہ حکمت سے نوازے
فھو یقضی بہا	اور وہ اس کے ذریعہ لوگوں کے درمیان
ویعلّمہا [1]	فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔

حکمت کا وسیع تصور

حکمت کا تصور بہت وسیع ہے۔ مجدالدین فیروزآبادی نے اس کے معنی عدل، علم، حلم، (بردباری) نبوت، قرآن اور انجیل بیان کئے ہیں [2]۔ حکمت کے یہ وہ معانی ہیں

---

[1] بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ۔ مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل من یقوم بالقرآن۔ [2] القاموس المحیط۔ مادہ حکم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو قرآن مجید کے استعمالات سے معلوم ہوتے ہیں۔

حکمت علمی اور اس کے مختلف پہلو

حکمت علمی بھی ہوتی ہے اور عملی بھی۔ اس کا تعلق فکر ونظر سے بھی ہے اور عملی اور واقعاتی دنیا سے بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو حکمت نظری اور حکمت عملی دونوں ہی سے نوازتا ہے۔ جو شخص ان نفوس قدسیہ سے جتنا قریب ہوتا ہے اس حکمت سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اہل علم نے اس کے مختلف پہلوؤں کو اپنے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ذیل میں اس کا ایک ترتیب سے جائزہ لینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

علم حکمت ہے

حکمت علم اور سوجھ بوجھ کا نام ہے۔ عربی کے قدیم لغت نویس جوہری کہتے ہیں۔

الحُکْمُ الحکمۃ من العلم، الحکیم العالم وصاحب الحکمۃ [۱]	حکم، حکمت ہے، اس کا تعلق علم سے ہے۔ حکیم، عالم اور صاحب حکمت کو کہا جاتا ہے۔

ازہری 'حکم' کے معنی بیان کرتے ہیں " القضاء بالعدل" [۲] یعنی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا لیکن دور حاضر کے مشہور مفسر قرآن مولانا حمید الدین فراہیؒ فرماتے ہیں 'حکم' اور حکمت میں فرق ہے۔ 'حکم' کے اندر مطلقاً قضا اور فیصلہ کا تصور ہے۔ یہ فیصلہ حق بھی ہوسکتا ہے اور فیصلۂ باطل بھی۔ اس کا اطلاق اس فہم پر بھی ہوتا ہے جس سے آدمی فیصلہ کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن 'حکمت' اس قوت کا نام ہے جس سے آدمی حق ہی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں۔ فہم صحیح کے مطابق فیصلہ کرنا حکم (صحیح) ہے۔ یہی چیز طبیعت میں راسخ ہوجائے اور آدمی کا ملکہ بن جائے تو اسے حکمت کہا جاتا ہے [۳]

---

[۱] صحاح جوہری ۲/۷۶ [۲] لسان العرب۔ مادہ حکم

[۳] ملاحظہ ہو۔ فراہی۔ مفردات القرآن ص ۳۴، ۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخلاقی تعلیمات حکمت ہیں

حکمت کا تعلق اخلاقی تعلیمات سے بھی ہے۔ مشہور لغوی ابن درید کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الحکمۃ ضالۃ المومن [1]	حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے۔

پھر اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

کل کلمۃ وعظتك او زجرتك او دعتك الی مکرمۃ او نھتك عن قبیح فھی حکمۃ او حکم	ہر وہ کلمہ جو تمہیں کسی اچھے کام کی نصیحت کرے یا برے کام سے روکے کسی اعلیٰ اخلاق کی دعوت دے یا کسی بد اخلاقی سے روکے اسے حکمت یا حکم کہا جاتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان من الشعر لحکما وان من البیان لسحرا	بے شک بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے اور بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

یہاں بھی حکمت کا یہی مفہوم ہے [2]

---

[1] یہ حدیث ترمذی کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادہ اور ابن ماجہ (ابواب الزھد، باب الحکمۃ) میں آئی ہے۔ ترمذی کے الفاظ ہیں۔ الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث وجدھا فھو احق بھا اس کے ایک راوی ابراہیم بن الفضل المخزومی کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ حدیث میں ضعیف ہے۔

[2] جمہرۃ اللغۃ ۲/۱۸۶ یہ روایت ابوداؤد میں اس طرح آئی ہے۔ ان من البیان لسحرا وان من الشعر حکما (کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر) مسند احمد کے الفاظ ہیں ان من الشعر حکما وان من البیان سحرا (۱/۲۶۹) بخاری میں یہ دونوں فقرے دو مختلف روایتوں میں آئے

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا فراہی اس کا مطلب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہر شعر میں ضلالت اور گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ان میں حق باتیں بھی کہی جاتی ہیں جو انسان کو خیر اور بھلائی پر ابھارتی ہیں [1]

حکم، کے اندر منع کرنے کا بھی مفہوم ہے۔ اس پہلو سے علامہ ابن اثیر نے حدیث کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ شعر میں نفع بخش اور سودمند باتیں بھی ہوتی ہیں، جو آدمی کو جہالت اور نادانی سے روکتی اور باز رکھتی ہیں [2]

قرآن مجید نے بھی اصول دین اور اعلیٰ اخلاقیات کو حکمت سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں اللہ واحد کی عبادت کرنے، ماں باپ، رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق پہچاننے، اسراف و تبذیر اور بخل و کنجوسی دونوں سے بچنے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اسی کے ساتھ غربت و افلاس کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنے، زنا اور بدکاری سے دور رہنے، ناحق کسی بے گناہ کی جان لینے، یتیم کا مال کھانے، ناپ تول میں کمی بیشی کرنے، بغیر علم کے بولنے اور تکبر و پندار سے بچنے کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔ اس کے بعد فرمایا:

ذَالِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

یہ ان حکمت کی باتوں میں سے ہے جس کی وحی تم پر کی گئی ہے۔

یہاں توحید اور بعض اخلاقی تعلیمات کو حکمت اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی صحت

میں ایک روایت ہے إنّ من الشعر حكمة (کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر) دوسری روایت ہے۔ ان من البیان لسحرا (کتاب النکاح، باب الخطبۃ، کتاب الطب، باب من البیان لسحر) یہ سب روایتیں صحیح ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ شعر و ادب اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی، اس کی تاثیر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جو اچھا ہے وہ قابل تعریف ہے، جو برا ہے وہ قابل مذمت۔ اس سے شعر و ادب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس میں ایک طرح سے ان کے صحیح استعمال کی ترغیب بھی ہے۔

[1] فراہی: مفردات القرآن ص ۳۵ [2] ابن اثیر: النہایہ فی غریب الحدیث ۲۲۶/۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور معقولیت کو کوئی ہوش مند چیلنج نہیں کر سکتا، وہ اگر جانی پہچانی معلوم ہوتی ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ سطحی اور بے وزن ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسی ابدی صداقتیں ہیں کہ انسان کی عقل و فطرت ان سے ہم آہنگ ہے اور اس کے طویل ترین تجربات ان کی صحت کی گواہی دے رہے ہیں۔

صحیح اور غلط میں فرق کرنا حکمت ہے

حکمت یہ بھی ہے کہ آدمی حق و باطل کی کشمکش میں حق کو پا لے، خوب و ناخوب اور درست و نادرست کے درمیان فرق و امتیاز کرے، جھوٹ اور سچ اور غلط اور صحیح سے بھری ہوئی اس دنیا میں جان جائے کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا؟ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے؟ اور یہاں کے نہ ختم ہونے والے فکری، علمی، مذہبی، سیاسی، قومی، گروہی ہر طرح کے اختلافات میں راہ صواب پا لے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے حکمت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

الحکمۃ ھی الفصل	حق و باطل کے درمیان فرق کرنے
بین الحق والباطل[1]	کا نام حکمت ہے۔

حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں:

قَدْ جِئْتُکُمْ بِالْحِکْمَۃِ	میں تم لوگوں کے پاس حکمت لے کر
وَلِاُبَیِّنَ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ	آیا ہوں اور اس لئے کہ بعض وہ باتیں
تَخْتَلِفُوْنَ فِیْہِ	تمہیں کھول کر بتاؤں جن میں تم اختلاف
فَاتَّقُوا اللّٰہَ	کر رہے ہو۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور
وَاَطِیْعُوْنِ ○ (الزخرف: ۶۳)	میری بات مانو۔

خدا کی عطا کردہ حکمت کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ اتنے اونچے مقام پر فائز

---

[1] تفسیر کبیر ۱/۵۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھتے کہ بنی اسرائیل کے مذہبی اور گروہی نزاعات کو ختم کر کے انھیں خدا کے دین کی طرف بلائیں اور گم راہیوں کے جنگل سے نکال کر انھیں صراط مستقیم دکھائیں۔ یہی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی قوم کے درمیان انجام دیا۔

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ	ہم نے یہ کتاب تو تم پر اس لیے اتاری
الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ	ہے تاکہ جن معاملات میں وہ اختلاف
لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا	کر رہے ہیں ان کی حقیقت ان پر کھول
فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً	دو۔ یہ ہدایت اور رحمت ہے ان
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (النحل: ۶۴)	لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اس کام کے لیے حضرت عیسیٰؑ کو جو حکمت ملی تھی وہی حکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملی تھی۔ لیکن آپ کے سلسلے میں حکمت کی جگہ کتاب کا ذکر کیا گیا ہے جو حکمت کا سرچشمہ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو انجیل دی گئی جو سراسر حکمت سے بھری ہوئی ہے۔ ہوسکتا ہے حضرت عیسیٰؑ نے صراحتاً یہ کہنے کی جگہ کہ میں خدا کی طرف سے انجیل لایا ہوں حکمت کا لفظ استعمال کر کے اس کی اسی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہو۔

روح دین کو پانا حکمت ہے

اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو اپنی کتاب ہی نہیں دیتا بلکہ اس کی حکمت بھی عطا کرتا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ	اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت
وَالْحِكْمَةَ ۔ (النساء: ۱۱۳)	نازل کی ہے۔

اس حکمت کی وجہ سے اللہ کی کتاب کی روح اور معنویت ان پر پوری طرح کھل جاتی ہے، اس کے لطیف ترین معانی، اس کی انتہائی باریکیاں اور اس کی گرفت میں نہ آنے والی نزاکتیں اس طرح ان کے سامنے ہوتی ہیں کہ کوئی دوسری صحت مند اور دور بیں سے دور بیں آنکھ بھی اس سے آگے نہیں دیکھ سکتی۔ اسی لیے وہ اللہ کی کتاب کے سب سے بڑے ترجمان ہوتے ہیں اور ان ہی کی ترجمانی سب سے زیادہ معتبر اور مستند مانی جاتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کسی کو یہ حق نہیں ہوتا کہ ان کی تعبیر و تشریح سے اختلاف کرے۔

مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ	رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس
وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَا	چیز سے وہ تمہیں روک دے اس
نْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ	سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو۔
اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الحشر)	بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے

کتاب و حکمت کے اس تعلق کو بعض لوگوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

یعلمھم الکتاب والحکمۃ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کتاب
ای یعلمھم ما فیہ من	اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، مطلب
الاحکام والحکمۃ اراد بھا	یہ کہ آپ ان کو ان احکام کی تعلیم دیتے
انہ یعلمھم حکمۃ تلک	ہیں جو اس کتاب میں ہیں اور حکمت سے
الشرائع وما فیھا	مراد یہ ہے کہ آپ ان کو ان احکام کی
وجوہ المصالح والمنافع[1]	حکمت اور اس میں مصلحتوں اور فائدوں
	کے جو پہلو ہیں ان کی تعلیم دیتے ہیں۔

علامہ سید رشید رضا مصری لکھتے ہیں:۔

اما الحکمۃ فھی فی کل	حکمت یہ ہے کہ ہر چیز کے اسرار
شئی معرفۃ سرہ وفائدتہ	اور فائدے معلوم کئے جائیں اس
والمراد بھا اسرار الاحکام	سے یہاں احکام دین اور شریعت
الدینیۃ والشرائع ومقاصدھا[2]	کے اسرار اور مقاصد مراد ہیں۔

تفقہ فی الدین حکمت ہے

اسی پہلو سے حکمت کو "فقہ" بھی کہا گیا ہے۔ ابن وہب نے امام مالکؒ سے پوچھا

---

[1] تفسیر کبیر ۱/ ۵۱۰ [2] تفسیر المنار ۱/ ۴۷۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ما الحکمۃ؟ حکمت کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا:

المعرفۃ فی الدین والفقہ — دین کی معرفت، دین کی سمجھ اور
فی الدین والاتباع لہ[1] — اس کا اتباع۔

احکام شریعت کے علم کو عام طور پر فقہ کہا جاتا ہے اور فقیہ اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو کتب فقہ کی جزئیات اور ان کے دلائل سے واقف ہو۔ حالانکہ فقہ کا تعلق پورے دین سے ہے۔ یہ درحقیقت نام ہے اس بات کا کہ آدمی دین کی معنویت اور اس کی روح کو سمجھے، وہ ان مقاصد کو جانے جن کے لئے خدا کا دین نازل ہوا ہے۔ اس کی نظر اس کے الفاظ کی سیر کرتی ہوئی نہ گزر جائے بلکہ وہ اس کی باریکیوں میں اتر جائے، وہ اس کے احکام ہی کو نہیں اس کے اسباب وعلل کو بھی سمجھے، وہ اس کی تعلیمات میں ڈوب کر معانی کے گہر ڈھونڈ نکالے۔ قرآن وحدیث میں اسی فقہ کی تعریف کی گئی ہے۔ حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من یرد اللہ بہ خیرا — اللہ تعالیٰ جس شخص کو خیر سے نوازنا
یفقہہ فی الدین[2] — چاہتا ہے، اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔

یہاں 'خیر' عربی قواعد کے لحاظ سے نکرہ ہے۔ اس میں چھوٹا بڑا ہر طرح کا خیر آجاتا ہے۔ اس میں عظمت کا بھی تصور ہے۔ اس جگہ یہ 'خیر عظیم' ہی کے معنی میں ہے۔ قرآن میں حکمت کو 'خیر کثیر' کہا گیا ہے اور حدیث گویا فقہ کو 'خیر عظیم' کہتی ہے۔ یہ دو الگ الگ باتیں نہیں ہیں بلکہ حکمت اور فقہ دونوں ہم معنی اور ایک ہیں۔

مشہور تابعی حضرت مجاہدؒ نے اسے 'فہم قرآن' کہا ہے[3] ابن زید اسے 'العقل فی الدین' (دین کی سوجھ بوجھ) کہتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں:

---

[1] تفسیر ابن جریر ۱۵/۱۴۸ [2] بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا الخ، مسلم، کتاب الزکاۃ [3] معالم التنزیل لبغوی ۱/۹۵ علی ہامش الخازن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحکمۃ شیٔ یجعلہ اللہ	حکمت ایک ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ
فی القلب ینورہ	دل کے اندر رکھ دیتا ہے۔ اس کے ذریعہ وہ
لہ بہ[1]	دل کو روشن کرتا ہے۔

یہی تعریف امام مالکؒ نے علم کی کی ہے فرماتے ہیں:۔

لیس العلم بکثرۃ الروایۃ	علم یہ نہیں ہے کہ کثرت سے حدیث
انما ھو نور یضعہ اللہ	کی روایت کی جائے وہ تو ایک نور ہے
فی القلب[2]	جسے اللہ تعالیٰ دل میں رکھ دیتا ہے۔

علم اور حکمت ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ نورِ علم دراصل نورِ حکمت ہے۔

قرآن مجید حکمت ہے

قرآن مجید حکمت کا سرچشمہ ہے۔ اسی لئے اسے قرآن حکیم کہا گیا ہے۔

وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ (یٰس ۲)	قسم ہے قرآن حکیم کی۔

کہیں اسے کتاب حکیم کہا گیا ہے۔

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ	یہ کتاب حکیم کی آیتیں ہیں۔
(لقمان: ۲)	

اس لئے کہ یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو علیم و حکیم ہے۔ سورہ جاثیہ اور احقاف کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے۔

حٰمٓ ۔ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ	یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی
الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ	ہے جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے

---

[1] تفسیر ابن جریر ۱/۵۱
[2] اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ۔ تذکرہ امام مالکؒ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک دوسری جگہ فرمایا :-

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ (النمل : ۶)

بے شک آپ یہ قرآن ایک بڑے حکمت اور علم والے کی طرف سے پا رہے ہیں۔

قرآن نے جو عقائد و احکام دیئے ہیں، جن اخلاقیات کی تعلیم دی ہے اور جو قصص اور واقعات بیان کئے ہیں اس نے ان کی بہت سی حکمتیں صراحت کے ساتھ بیان بھی کر دی ہیں اور بہت سی حکمتیں بین السطور رکھ دی ہیں جنھیں غور و فکر سے انسان معلوم کر سکتا ہے۔

حکمت اور سنت

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ذریت کے لئے دعا فرمائی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ : ۱۲۹)

اے ہمارے رب ان کے اندر خود ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما، جو انھیں تیری آیات سنائے انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو زبردست اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور ان ہی خصوصیات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اسے سورہ آل عمران (۱۶۴) اور سورہ جمعہ (۲) میں اللہ کے ایک احسان کی حیثیت سے ذکر کیا گیا ہے۔

ان سب مقامات پر تلاوت کتاب اور تعلیم کتاب کے ساتھ تعلیم حکمت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت حسن بصری، قتادہ، مقاتل بن حبان اور ابو مالک وغیرہ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد سنت ہے[1] امام شافعی کی بھی رائے ہے۔ اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ کتاب

---

[1] ابن کثیر ۱/۱۸۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ حکمت کی بھی تعلیم کے معنی یہ ہیں کہ یہ دو الگ چیزیں ہیں۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم دیتے تھے اسی کو سنت کہا جاتا ہے [۱]

بعض لوگوں نے یہی بات ایک دوسرے انداز میں کہی ہے۔ وہ یہ کہ جو احکام کہ ہم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ جان سکتے ہیں ان کا علم اور معرفت حکمت ہے۔ [۲]

علامہ حمید الدین فراہیؒ کو اس سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک قرآن ہی کو کتاب اور حکمت دو مختلف پہلوؤں سے کہا گیا ہے۔ کتاب سے 'احکام مکتوبہ' مراد ہیں چونکہ آیتوں میں شریعت کی معنویت اور حکمت بھی پائی جاتی ہے اس پہلو سے وہ حکمت ہے۔ اس بات کی دلیل کہ حکمت سے مراد سنت نہیں ہے یہ آیات بھی ہیں:۔

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (النساء: ۱۱۳) — اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی۔

وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ (الاحزاب: ۳۴) — یاد کرو جو تلاوت کی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت۔

یہاں 'انزل' (نازل کیا گیا) اور 'یتلی' (تلاوت کی جاتی ہے) کے الفاظ بتاتے ہیں کہ حکمت سے سنت مراد نہیں ہے۔ اس لئے کہ سنت نازل نہیں ہوتی اور اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ قرآن مجید نے کہیں یہ الفاظ سنت کے لئے استعمال نہیں کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا:۔

---

[۱] تفسیر کبیر ۱/۵۱۰ [۲] خازن ۱/۹۵ میں اس رائے کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔ الحکمۃ ھی العلم باحکام اللہ التی لا یدرک علمھا الا ببیان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والمعرفۃ بھا منہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ (المائدہ: ۱۱۰)

اور یاد کرو جب کہ میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی۔

اس میں گویا کتاب وحکمت کی تشریح توریت اور انجیل سے کی گئی ہے۔ توریت کو کتاب اس لئے کہا گیا کہ اس کا بڑا حصہ قوانین پر مشتمل ہے۔ انجیل کو حکمت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دلائل اور مواعظ کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے جہاں کتاب وحکمت کے الفاظ ایک ساتھ استعمال کئے ہیں وہاں احکام اور حکمت شریعت مراد لئے ہیں۔

مولانا فراہیؒ فرماتے ہیں بلاشبہ حدیث میں بھی حکمت موجود ہے۔ وہ قرآن کی حکمتوں کو کھولتی بھی ہے۔ جن لوگوں نے حکمت کو سنت سے تعبیر کیا ہے غالباً ان کے سامنے اس کا یہی پہلو رہا ہے۔ لیکن سنت میں صرف یہ حکمت ہی نہیں ہوتی وہ احکام شریعت بھی بیان کرتی ہے اس لئے اسے حکمت نہیں کہا جا سکتا[1]

اس نکتہ پر مولانا فراہی کے دلائل سے پوری طرح اطمینان نہیں ہوتا ہے۔ اس کے وجوہ حسب ذیل ہیں:۔

"انزال" اور "تلاوت" کا تعلق اصلاً کتاب سے ہے۔ حکمت اسی کے ذیل میں آتی ہے۔ حکمت سے چاہے خاص قرآنی حکمت مراد لی جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس معنی میں اس کا انزال نہیں ہوتا جس معنی میں قرآن کا انزال ہوتا ہے۔ اسی طرح ان میں سے کسی کی بھی تلاوت نہیں کی جاتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح قرآن کو جو عقائد، اخلاق اور احکام وقوانین کا مجموعہ ہے، ہم حکمت کہتے ہیں اسی طرح حدیث کو بھی حکمت کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ حدیث کو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے بحث کرتی ہے لیکن اس کے ہر حکم اور ہر بات میں حکمت پائی جاتی ہے۔ اس پر ایک اور پہلو سے بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے

---

[1] مفردات مولانا فراہیؒ ص ۳۵، ۳۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو جو علوم رسالت دیئے ان کا ایک حصہ براہ راست وحی سے تعلق رکھتا ہے اور ایک حصہ آپ کے اجتہاد سے۔ آپ کا یہ اجتہاد صرف نصوص ہی سے نہیں ہوتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت کے جو مقاصد اور اس کی جو حکمتیں بتائی تھیں ان کی روشنی میں بھی آپ نے اجتہاد فرمایا اور احکام دیئے۔ دوسروں کے اجتہاد سے آپ کا اجتہاد اس پہلو سے مختلف ہے کہ آپ کا اجتہاد ہر ایک کے لئے واجب العمل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی اجتہادی غلطی ہوتی تو اس کی اصلاح فرما دیتا تھا۔[1]

اس لحاظ سے سنت قرآن سے جدا کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ دراصل قرآن کے اجمال کی تفصیل اور اس کے اشارات کی توضیح ہے۔ اس لئے یہ کہنا شائد غلط نہ ہو کہ قرآنی حکمت ہی کا دوسرا نام سنت ہے۔

حکمت عملی اور اس کے مختلف پہلو

حکمت کا لفظ بولا جاتا ہے تو بالعموم خالص فکر اور دانش کا تصور ابھرتا ہے۔ اسی شخص کو حکیم سمجھا جاتا ہے جو ذہن رسا اور فکر بلند رکھتا ہو جس کے اندر گہری سوجھ بوجھ ہو، جو کسی بھی مسئلہ میں دور تک دیکھے اور معاملات کا بہت ہی باریک بینی سے تجزیہ کرے، حالانکہ حکمت کا تعلق علم ہی سے نہیں عمل سے بھی ہے۔ حکیم اور دانشمند وہی شخص ہے جس کے اندر صحیح فہم ہی نہ ہو بلکہ وہ اس کے مطابق عمل بھی کرے۔

قتیبہ (ابن سعید) حکمت کے بارے میں کہتے ہیں:۔

هي العلم والعمل ولا يكون الرجل حكيما حتى يجمعهما[2]	یہ علم اور عمل کا نام ہے۔ آدمی اس وقت تک حکیم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے اندر یہ دونوں باتیں جمع نہ ہو جائیں۔

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۲۸ [2] بغوی: معالم التنزیل علی ہامش الخازن ۱/۹۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی بات امام رازی نے اس طرح کہی ہے کہ حکیم وہ ہے جس کے قول و عمل دونوں میں حکمت پائی جائے ورنہ وہ حکیم نہیں کہلائے گا۔ فرماتے ہیں:۔

الحکمۃ ھی الاصابۃ فی القول والعمل ولا یسمی حکیما الا من اجتمع لہ امران [1]	قول و عمل دونوں میں راہ صواب پانے کا نام حکمت ہے۔ اسی شخص کو حکیم کہا جائے گا جس کے اندر یہ دونوں باتیں پائی جائیں۔

۱۔ حکمت کا مادہ 'حکم' ہے۔ ذیل میں اس کے بعض اشتقاقات اور ان کے معانی کی تھوڑی سی تفصیل دی جا رہی ہے۔ اس سے اس کے علمی پہلوؤں کی کسی قدر وضاحت ہوتی ہے۔

یہ بحث پہلے گزر چکی ہے کہ 'حُکم' معاملات کے فیصلہ کو کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے "الحکم القضاء" حَکَم اور حکیم اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں اس کی ایک توجیہ علامہ ابن اثیر نے ان الفاظ میں کی ہے۔

ھما بمعنی الحاکم وھو القاضی [2]	یہ دونوں اسماء حاکم کے معنی میں ہیں یعنی فیصلہ کرنے والا۔

۲۔ اس کے اندر اتقان اور مضبوطی کا تصور بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حکیم اس پہلو سے بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا ہر عمل بامعنی، ٹھوس اور پر از حکمت ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر کہتے ہیں:۔

ھو الذی یحکم الاشیاء ویتقنھا [3]	وہ جو چیزوں کو محکم اور مضبوط بناتا ہے

امام راغب نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ حکمت کی تشریح اس طرح کی ہے:۔

الحکمۃ من اللہ تعالیٰ معرفۃ الاشیاء وایجادھا علی غایۃ الاحکام [4]	اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معنی ہیں اشیاء کی معرفت اور انتہائی استحکام اور مضبوطی کے ساتھ اس کا انھیں ایجاد کرنا

---

[1] تفسیر کبیر ۱/۵۱ [2] النہایہ فی غریب الحدیث ۱/۲۴۷ [3] حوالہ سابق [4] راغب: مفردات القرآن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسانوں میں بھی حکیم اسی شخص کو کہا جائے گا جس کے کاموں میں پختگی اور استحکام ہو۔ "احکم الامر" (معاملہ کو محکم کیا) کے معنی ہیں اتقنہ (اسے مضبوط کیا) جو شخص حکیم اور دانا ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے "قد احکمتہ التجارب" (تجربات نے اسے مضبوط کر دیا) حکیم کی تعریف یہ کی گئی ہے "المتقن للامور" (وہ جو اپنے امور و معاملات کو مضبوط کرے) [1]

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں:

یقال لمن یحسن دقائق	جو شخص نازک قسم کی صنعتوں کو عمدہ
الصناعات ویتقنها	اور مضبوط طریقہ سے انجام دے
حکیم [2]	اسے حکیم کہا جاتا ہے۔

۳۔ اسی مادہ سے "احکام" کا لفظ ہے۔ کسی چیز کے "احکام" کے معنی یہ ہیں کہ اسے خراب ہونے اور بگڑنے سے محفوظ رکھا جائے۔ اسی سے اس میں استحکام پیدا ہوتا ہے قاموس میں ہے۔ احکمہ اتقنہ فاستحکم ومنعہ عن الفساد [3]

انسان کی سیرت و کردار میں استحکام اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ وہ غلط کاموں سے بچے۔

استحکم الرجل	"استحکم الرجل" (آدمی میں استحکام آیا)
اذا تناهى عما	اسی وقت کہا جائیگا جب کہ وہ ان چیزوں
یضرہ فی دینہ	سے بچے جو اس کے دین اور دنیا
او دنیاہ [4]	کے لئے نقصان دہ ہیں۔

۴۔ اس میں روکنے اور منع کرنے کا بھی مفہوم ہے [5] حاکم کو اسی لئے حاکم

---

[1] لسان العرب [2] النہایہ فی غریب الحدیث ۱/۳۰۶ [3] فیروز آبادی: القاموس المحیط [4] ابن منظور: لسان العرب [5] والعرب تقول حکمت واحکمت وحکمت بمعنی رددت ومنعت لسان العرب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہا جاتا ہے کہ وہ ظالم کو ظلم سے روکتا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں حکومت کی بنیاد ہی ظلم کو روکنا ہے[۱]

۵۔ مولانا فراہی فرماتے ہیں حکمت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آدمی میں اخلاق، ادب اور تہذیب پائی جائے۔ اہل عرب ایک ایسی قوت کو حکمت کہتے تھے جس میں عقل اور رائے کی پختگی کے ساتھ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اخلاق بھی ہوں۔ چنانچہ جو شخص عاقل ہو اور مہذب بھی اسے وہ حکیم کہتے تھے[۲]

اس کا مطلب یہ ہے کہ حکیم اس شخص کو کہا جائے گا جو صحیح فکر کے ساتھ عملی سوجھ بوجھ رکھتا ہو، جو حق و انصاف کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے، جس کا دامن ظلم و زیادتی سے پاک ہو، جس کے اعمال میں سطحیت نہ پائی جائے، جو ہر کام میں پختگی اور استحکام کو سامنے رکھے، جو غلط کاریوں سے بچا رہے اور جس کی سیرت و کردار اور اخلاق میں بلندی پائی جائے۔ غالباً ان ہی سب پہلوؤں کو سامنے رکھ کر بعض فلاسفہ نے حکمت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

الحکمۃ انہا التشبہ	حد بشریت کے اندر اللہ تعالیٰ (کی
بالالٰہ بقدر الطاقۃ	صفات اپنے اندر پیدا کرنا اور اس) سے
البشریۃ[۳]	تشبہ اختیار کرنا۔

خدا کے پیغمبروں کو حکمت عملی بھی ملتی ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبروں کو حکمت نظری کے ساتھ حکمت عملی بھی عطا ہوتی ہے۔ ان کی تعلیمات ہی میں نہیں ان کی دعوت و تبلیغ ان کی سعی اصلاح و تربیت، ان کی تہذیب و سیاست غرض یہ کہ ہر عمل میں حکمت پائی جاتی ہے۔ وہ کسی بھی معاملہ میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتے جسے غیر حکیمانہ کہا جا سکے۔

۱؎ لسان العرب ۲؎ فراہی، مفردات القرآن ص ۳۳ ۳؎ رازی: تفسیر کبیر ۱/۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدا کے پیغمبر اس دنیا میں اس کے دین کے سب سے بڑے داعی ہوتے ہیں۔ پیغمبروں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کا حکم دینے کے ساتھ اس بات کی بھی ہدایت کی گئی کہ اس مہم کو آپ حکمت کے ساتھ طے کریں۔ ارشاد ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ (النحل: ۱۲۵)

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دو۔

دعوت دین خالص علمی وفکری کام بھی ہے اور سراسر عملی پروگرام بھی۔ اس میں قدم قدم پر داعی کی سوجھ بوجھ اور بصیرت کا امتحان ہوتا رہتا ہے اس کے لیے اُس باطل کو بھی اسے سمجھنا پڑتا ہے جس کی ہر طرف حکمرانی ہے اور جس کے بیچ منجدھار میں وہ دعوت کا فرض انجام دیتا ہے۔ اور اُس دین کا گہرا اور وسیع مطالعہ بھی ضروری ہوتا ہے جس کا وہ علمبردار ہے اور جس کا ترجمان بن کر وہ مخالفین کے درمیان کھڑا ہے۔ داعی اگر باطل سے سرے سے واقف ہی نہ ہو یا ادھوری واقفیت رکھتا ہو یا پوری واقفیت کے باوجود اسلام کی طرف سے اس کا جواب نہ دے سکے تو دعوت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اسی پہلو کو زمخشری اور بیضاوی نے اوپر کی آیت کے ذیل میں اس طرح بیان کیا ہے۔

.... بالحکمۃ بالمقالۃ المحکمۃ الصحیحۃ وھی الدلیل الموضح للحق المزیل للشبھۃ [1]

دعوت دو حکمت سے یعنی ایسے بیان سے جو محکم اور صحیح ہو اس سے ایسی دلیل مراد ہے جو حق کو واضح اور (مخالف کے) شک وشبہ کو دور کر دے۔

دعوت ایک پیچیدہ اور دشوار عمل بھی ہے۔ اس میں باطل کے ہر وار کو جو کبھی دعوت کو ختم کر سکتا ہے اور ہر پُر فریب چال کو جو بعض اوقات دام ہمرنگ زمیں کی طرح ہوتی ہے جس میں بڑے بڑے دانشمند آسانی سے پھنس جاتے ہیں، سمجھنا پڑتا ہے۔ سمجھنا ہی نہیں اس کی کاٹ بھی کرنی پڑتی ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ داعی کے اندر غیر معمولی فراست

---

[1] زمخشری: الکشاف عن حقائق التنزیل تفسیر آیت [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور حکمت پائی جائے اور وہ باطل کی ہر تدبیر اور ہر سازش سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النساء:۱۱۳)

اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تو یہ فیصلہ کر ہی لیا تھا کہ وہ تمہیں راہ راست سے ہٹا دیں گے، وہ اپنے آپ ہی کو سیدھے رستے سے ہٹا رہے ہیں۔ وہ تمہیں بالکل نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور تمہیں وہ سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف تو یہ حکم دیا گیا کہ جو لوگ اللہ کے دین سے ناواقف اور اس کے منکر ہیں انھیں حکمت کے ساتھ اس کی دعوت دیں۔ دوسری طرف آپ پر یہ ذمہ داری بھی ڈالی گئی کہ اپنے ماننے والوں کو حکمت کی تعلیم دیں اور اس سے آراستہ کریں تاکہ وہ عظیم مقصد جس کے لئے آپ کی بعثت ہوئی ہے اور جسے آپ بے نظیر حکمت کے ساتھ پورا کر رہے ہیں آپ کے بعد بھی پوری حکمت و بصیرت کے ساتھ انجام پاتا رہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران:۱۶۴)

درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدا کے پیغمبروں کو دعوت و تربیت ہی کے لئے نہیں بلکہ زندگی کے سب ہی معاملات میں حکمت عطا ہوتی ہے ۔ حضرت داؤدؑ کے بارے میں قرآن نے کہا ۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَاٰتَيْنٰهُ	ہم نے اس کی سلطنت مضبوط کی،
الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ	اور اسے حکمت اور "فصل خطاب"
الْخِطَابِ (ص : ٢٠)	عطا کیا ۔

سلطنت میں مضبوطی حکمت اور تدبر ہی سے آتی ہے ۔ حکمت نہ ہو تو ملک، ملک بے سیاست بن کر رہ جاتا ہے ۔ اسے ڈوبنے سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی "فصل خطاب" کے معنی ہیں فیصلہ کن بات یعنی جب کسی مسئلہ پر بولتے تو اس طرح بولتے کہ حق و باطل بالکل واضح ہو جاتا، کسی جھگڑے اور مقدمہ کا فیصلہ کرتے تو بغیر کسی رو رعایت کے کرتے اور انصاف کا حق ادا کر دیتے ۔ مولانا حمید الدین فراہی نے "فصل خطاب" کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے ۔

القول الحق الواضح عند	حق بات جو عقل اور قلب دونوں کے
العقل والقلب	نزدیک واضح ہو ۔

مزید فرماتے ہیں "فصل خطاب" حکمت کا نتیجہ ہے ۔ حکمت ہی وہ مصدر و منبع ہے جس سے اس کا ظہور ہوتا ہے[1]

ایک دوسری جگہ حضرت داؤدؑ کے بارے میں فرمایا :۔

وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ	اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت
وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۤءُ (البقرہ ٢٥١)	سے نوازا اور جن چیزوں کا چاہا علم دیا

گویا سلطنت کے ساتھ حضرت داؤدؑ کو وہ علم و حکمت بھی عطا کیا گیا تھا جو اس کے چلانے کے لئے ضروری تھا ۔ یہ نعمت حضرت داؤدؑ کے ساتھ مخصوص نہیں تھی بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے خانوادہ میں اور پیغمبروں کو بھی ملی تھی ۔

---

[1] فراہی : مفردات القرآن صد ٣٢

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا (النساء: ۵۴)

ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور انھیں ملک عظیم بخشا۔

جب کتاب و حکمت کے ساتھ سلطنت بھی جمع ہو جاتی ہے تو زمین پر خدا کی حکومت قائم ہوتی ہے اور آسمان سے برکتیں نازل ہونے لگتی ہیں۔ ظلم و ستم کی ماری ہوئی اس دنیا کو ہمیشہ اس کی ضرورت رہی ہے۔ اس کے بغیر ماضی میں بھی وہ راحت اور سکون سے محروم تھی آج بھی محروم ہے۔

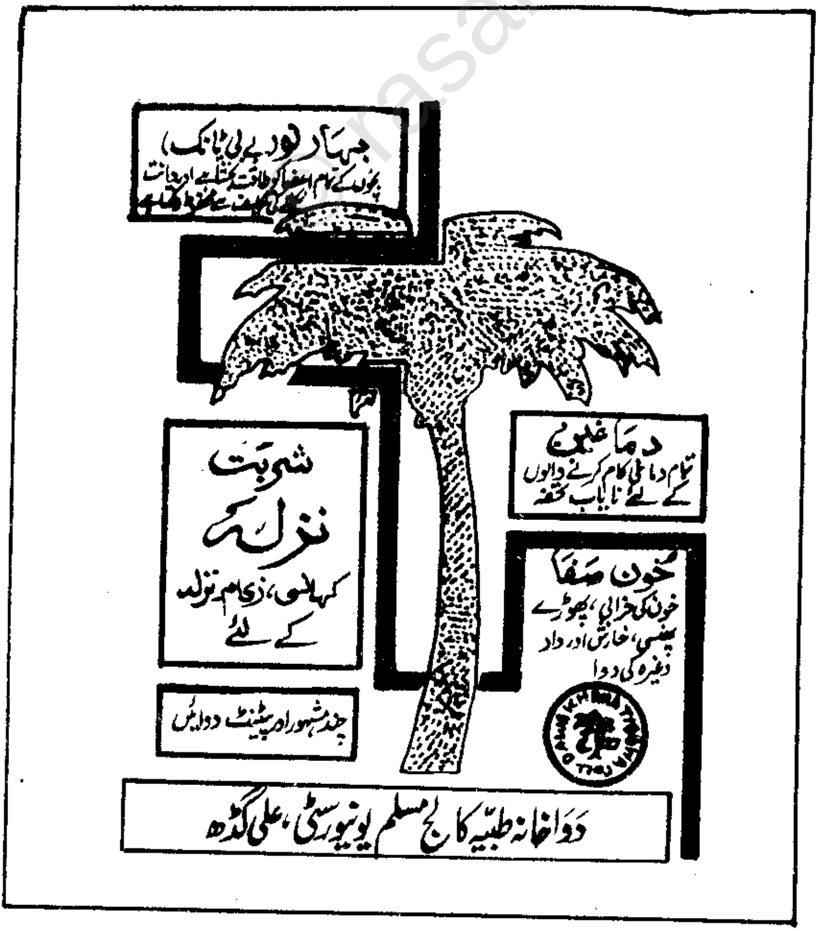

© rasailojaraid.com